© rasailojaraid.com

مزارعت کی شرعی حیثیت

(۲)

محمد طاسین

جواز مزارعت سے متعلق صحیح البخاری کے ترجمۃ الباب میں ذکر کردہ آثار پر بحث کے بعد اب کچھ دوسرے آثار ملاحظہ فرمائیے جن کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ذکر کیا ہے اور جن سے جواز مزارعت کے سلسلے میں مدد لی جاتی ہے:

عن الحجاج بن ارطاۃ عن ابی جعفر محمد بن علی انه کان ابوبکر یعطی الارض علی الشطر، ص ۲۶۲ - ج ۲

حجاج بن ارطاۃ نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر نصف پیداوار پر زمین دیا کرتے تھے۔

عن الحجاج بن ارطاۃ اخبرهم عن عثمان بن عبداللہ بن موهب انه کان حذیفة بن الیمان یکری ارضه علی الثلث و الربع، ص ۲۶۲ - ج ۲

حجاج بن ارطاۃ نے روایت کیا اور بتلایا ان کو عثمان بن عبداللہ سے نقل کرتے ہوئے کہ حذیفہ بن الیمان اپنی زمین تہائی اور چوتھائی پیداوار کے بدلے کرایہ پر دیتے تھے۔

لیکن یہ دونوں آثار سند کے لحاظ سے ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں کیونکہ اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ جو راوی ہیں ان کے متعلق تہذیب التہذیب میں لکھا ہے:

قال الساجی کان الحجاج بن ارطاۃ

حجاج بن ارطاۃ کے بارے میں الساجی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدلسا صدوقا سیئی الحفظ، لیس بحجة فی الفروع والا حکام وقال السجزی عن الحاکم لا یحتج به و کذا قال دارقطنی ص ۱۹۸ ج ۲ تہذیب التہذیب۔

نے کہا کہ وہ مدلس، صدوق اور خراب حافظہ کے تھے، فروع اور احکام میں وہ قابل حجت نہیں، السجزی نے حاکم سے نقل کیا کہ حجاج ناقابل احتجاج ہے دارقطنی نے بھی یہی کہا ہے، کہ اس کی روایت قابل احتجاج نہیں۔

چونکہ مذکورہ آثار فروع و احکام سے متعلق ہیں لہذا ان کو جواز مزارعت کے لئے حجت نہیں مانا جاسکتا، طحاوی کا تیسرا اثر یہ ہے:

حدثنا ابو بکرة قال حدثنا ابراهیم بن بشار قال حدثنا سفیان عن عمرو بن دینار عن طاؤس ان معاذاً قدم الی الیمن وهم یخابرون فاقرهم علی ذالك۔

ہم سے حدیث بیان کی ابوبکرہ نے، ابو بکرہ سے ابراھیم بن بشار نے، ابراھیم سے سفیان نے، سفیان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے طاؤس نے کہ حضرت معاذ جب یمن آئے تو وھاں کے لوگ مخابرہ پر زمین لیتے دیتے تھے معاذ نے ان کو اسی پر برقرار رکھا اور منع نہیں کیا۔

یہ اثر بھی سند کے اعتبار سے ضعیف اور ناقابل اعتماد ہے اس کی سند میں ابراھیم بن بشار جو راوی ہے اس پر علماء جرح و تعدیل نے جو جرح کی ہے اس کو علامہ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بایں الفاظ نقل کیا ہے:

قال ابن معین: ابراهیم بن بشار لیس بشئی لم یکن یکتب عند سفیان وکان یملی علی الناس ما لم یقله سفیان

یحیی بن معین نے کہا ابراھیم بن بشار کچھ شے نہیں وہ سفیان کے پاس پڑھتے وقت حدیثیں لکھتا نہیں تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و قال النسائی لیس بالقوی،
ص ۱۱۰ - ج ۱ - تہذیب التہذیب ۔

اور پھر لوگوں کے سامنے سفیان کی طرف سے ایسی حدیثیں بیان کرتا تھا جو سفیان نے اس سے بیان نہیں کی ہوتی تھیں، اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں،

بہر حال ابراہیم بن بشار، سفیان بن عیینہ سے جو احادیث روایت کرتا ہے ان کے متعلق متعدد محدثین نے بے اعتمادی کا اظہار کیا ہے اسماءالرجال کی کتابوں میں اس کی تفصیل ہے، اور چونکہ مذکورہ اثر بھی اس نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے لہذا ناقابل اعتماد ہے :

طحاوی کا چوتھا اثر جو جواز مزارعت کے باب میں ذکر کیا جاتا ہے وہ یہ کہ :

حدثنا محمد بن عمرو بن یونس قال حدثنی اسباط بن محمد الکوفی عن کلیب بن وائل قال قلت لا بن عمر اتانی رجل له ارض وماء ولیس له بذر ولا بقر اخذت ارضه بالنصف فزرعتها ببذری و بقری فناصفته فقال حسن،
ص ۲۶۲ - ج ۲

ہم سے حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی اسباط بن محمد کوفی نے کلیب بن وائل سے، اس نے کہا : میں نے ابن عمر سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آیا جس کے پاس زمین مع پانی کے تھی لیکن بیج اور بیل نہیں تھے،

میں نے اس سے زمین نصف پیداوار پر لے لی اور اس کو کاشت کیا اپنے بیج اور بیلوں سے پھر پیداوار آدھی آدھی بانٹ لی، تو ابن عمر نے فرمایا اچھا ہے ۔

لیکن یہ اثر بھی اسناد کے لحاظ سے ضعیف ہے اس میں دو راوی ایسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں جن پر علمائے حدیث و اسماء رجال نے جرح کی اور ان کو غیر ثقہ بتلایا ہے اول محمد بن عمرو بن یونس اور دوم اسباط بن محمد الکوفی، اول الذکر کے متعلق علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے :

قال العقیلی کان محمد بن عمرو بن یونس بمصر یذھب الی الرفض وحدث مناکیر، ص ۱۱۵ - ج ۳	امام عقیلی نے کہا محمد بن عمرو بن یونس مصر میں تھا اور اس نے رافضی و شیعہ مذہب اختیار کر رکھا تھا اور اس نے منکر احادیث بیان کیں -

اور ثانی الذکر کے متعلق حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے : والکوفیون یضعفونه، علمائے کوفہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، اور عقیلی نے اس کے متعلق کہا ہے : ربما یھم فی الشئی، بعض دفعہ یا بسا اوقات وہ ایک شے کے متعلق وہم میں پڑجاتا ہے، غرضیکہ مذکورہ دو مجروح راویوں کی وجہ سے زیر بحث اثر ضعیف اور ناقابل استدلال ہے -

یہاں تک جو آثار صحابہ رض و تابعین رح کے پیش کئے گئے یہ وہ تھے جن کو جواز مزارعت میں پیش کیا جاتا ہے ان آثار پر بحث سے یہ اچھی طرح واضح ہوگیا کہ ان میں سے کچھ تو اپنے ضعف کی وجہ سے اس قابل ہی نہیں کہ ان سے استدلال و احتجاج کیا جاسکے اور کچھ ایسے ہیں جن کا مسئلہ زیر بحث، مزارعت سے تعلق نہیں بلکہ دوسرے معاملات سے متعلق ہیں، اب میں کچھ وہ آثار نقل کرتا ہوں جن سے مزارعت کا عدم جواز ظاہر ہوتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر کا اثر پیچھے گزر چکا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم مخابرت کیا کرتے تھے لیکن جب رافع بن خدیج سے ممانعت کی حدیث سنی تو ہم نے اس کو ترک کردیا، یہ اثر اسناد کے لحاظ سے نہایت قوی ہے یہی وجہ ہے کہ صحیح المسلم وغیرہ میں اس کو ذکر کیا گیا ہے اس کے مقابلہ میں وہ اثر کمزور ہے جس کو حافظ عبدالرزاق نے مصنف میں بیان کیا ہے وہ یہ کہ :-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قال عبدالرزاق اخبرنا الثوری عن منصور عن مجاهد قال کان ابن عمر یعطی ارضه بالثلث۔

کہا عبدالرزاق نے خبر دی ہم کو ثوری نے اور ثوری کو منصور نے اور منصور کو مجاہد نے کہ ابن عمر اپنی زمین تہائی پر دیتے تھے۔

علامہ ابوبکر الحازمی نے عبداللہ بن عمر کو ان حضرات صحابہ میں ذکر کیا ہے جو مزارعت کو ممنوع اور ناجائز سمجھتے تھے، اسی طرح اس اثر کے راوی حضرت مجاہد کے متعلق طحاوی میں وہ روایت موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مزارعت کو ناجائز کہتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ علامہ عینی وغیرہ نے مجاہد کو ان حضرات میں شمار کیا ہے جن کے نزدیک مزارعت ممنوع تھی لہذا مذکورہ اثر بے اعتبار ہو جاتا ہے۔

دوسرا اثر عبداللہ بن عباس کا لیجئے جس کو حافظ طبرانی نے ذکر کیا ہے اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مزارعت کو وہ ممنوع سمجھتے اور اس سے روکتے تھے، وہ اثر یہ کہ :

عن ابن عباس اذا اراد احدکم ان یعطی اخاہ ارضا فلیمنحہا ایاہ ولا یعطہ بالثلث و الربع، بحوالہ کنزالعمال

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی زمین اپنے بھائی کو کاشت کے لئے دینا چاہے تو مفت دے تہائی چوتھائی پر نہ دے۔

حضرات تابعین کے آثار جو امام طحاوی نے ذکر کئے ہیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے :

عن حماد انه قال سألت سعید بن المسیب و سعید بن جبیر و سالم بن عبداللہ و مجاهدا عن کراء الارض بالثلث

حماد سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے پوچھا سعید بن المسیب سے اور سعید بن جبیر سے اور سالم بن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و الربع نکرھوہ، ص ۲۶۲ - ج ۲

عبداللہ سے اور مجاھد سے تہائی اور چوتھائی پر کراءالارض کے متعلق تو سب نے اس کو ناجائز بتلایا۔

عن منصور قال کان ابراھیم یکرہ کراءالارض بالثلث و الربع ص ۲۶۲ - ج ۲

منصور سے روایت ہے کہا کہ ابراھیم نخعی تہائی اور چوتھائی پیداوار کے بدلے کراءالارض یعنی مزارعت کو ناجائز سمجھتے تھے۔

عن حماد بن سلمة عن قتادة عن الحسن مثله ص ۲۶۲ - ج ۲

حماد بن سلمہ نے قتادہ سے روایت کیا کہ حسن بصری تہائی و چوتھائی پر کراء الارض کو ممنوع سمجھتے تھے۔

عن قیس بن سعد اخبرھم عن عطاء مثله ص ۲۶۲ - ج ۲

قیس بن سعد نے عطاء کے متعلق ان کو بتلایا کہ وہ تہائی و چوتھائی پر زمین دینے کو ناجائز گردانتے تھے۔

عن یونس بن عبید عن الحسن انه کان یکرہ ان یکری الرجل الارض من اخیه بالثلث و الربع، ص ۲۶۲ - ج ۲

یونس بن عبید نے روایت کیا حسن بصری کے متعلق کہ وہ اس کو ناجائز سمجھتے تھے کہ ایک شخص اپنے بھائی سے زمین تہائی و چوتھائی کے بدلے کرایہ پر لے۔

دو اور اثر جن کو علامہ ابن حزم نے مصنف ابن ابی شیبہ سے المحلی میں نقل کیا ہے یہ ھیں :

حدثنا الاوزاعی قال کان عطاء و مکحول و مجاھد و الحسن البصری یقولون:

اوزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ عطاء، مکحول، مجاھد اور حسن بصری کہتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا تصلح الارض البيضاء بالدراهم ولا بالدنانير ولا معاملة الا ان يزرع الرجل ارضه او يمنحها ۔

تھے خالی زمین کو کاشت کے لئے دینا درست نہیں نہ دراھم و دنانیر یعنی نقدی کے عوض اور نہ کسی دوسرے معاملہ سے مگر یہ کہ ایک شخص اپنی زمین کو خود کاشت کرے، یا دوسرے کو بلامعاوضہ دے دے ۔

حدثنا ابو اسحاق السبيعي عن الشعبي عن مسروق انه كان يكره الزرع، قال الشعبي : فذالك الذي منعني و لقد كنت من اكثر اهل السواد ضيعة ۔

ہم سے بیان کیا ابو اسحاق نے شعبی سے روایت کرتے ہوئے کہ شعبی نے مسروق کے متعلق کہا کہ وہ مزارعت کو ناجائز سمجھتے تھے، اور پھر شعبی نے کہا یہی چیز ہے جس نے مجھے مزارعت سے منع کردیا حالانکہ میں اہل سواد میں سب سے زیادہ زرعی جائیداد والا تھا ۔

ان مذکورہ بالا آثار سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اکابر تابعین میں سے سعید بن المسیب، سعید بن جبیر، سالم بن عبداللہ، مجاھد، ابراھیم لنخعی، حسن بصری، عطاء، مکحول اور شعبی مزارعت کو ممنوع و ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے، علامہ عینی نے کچھ دوسرے آثار کے پیش نظر محمد بن سیرین اور قاسم بن محمد کو بھی ان حضرات میں شامل کیا ہے جن کے نزدیک مزارعت جائز نہ تھی اور وہ اس سے روکتے تھے، اور پھر جلیل القدر تابعین کی اتنی بڑی تعداد کا مزارعت کو ناجائز قرار دینا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حضرات ان احادیث نبویہ کو صحیح اور قابل اعتماد مانتے تھے جو بھی مزارعت کے متعلق ان کو پہنچی تھیں، اس میں ان لوگوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے جو ممانعت مزارعت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی احادیث کو من مانی اور لایعنی تاویلات سے رد کردیتے ہیں۔

مزارعت اور ائمہ اربعہ :

مزارعت اور آثار صحابہ و تابعین کے بعد اب ہمارے سامنے بحث و تحقیق کا جو مرحلہ ہے وہ یہ کہ ہم یہ دیکھیں کہ مزارعت کے بارے میں ان چار ائمہ مجتہدین کی کیا رائے ہے جن کے غیر معمولی علم و فضل، فہم و تفقہ اور ورع و تقوی پر امت مسلمہ کی عظیم اکثریت نے اعتماد کا اظہار کیا اور ان کو پیشوا اور امام تسلیم کیا اور ان کی طرف منسوب اہلسنت و الجماعۃ کے چار فقہی مذاہب وجود میں آئے ، اور جن کی آج بھی، کروڑہا مسلمان تقلید کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ ضرور ملحوظ رہے کہ کسی مسئلہ کے متعلق ائمہ مجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی آراء کو معلوم و متعین کرنے کا اصل اور یقینی ذریعہ وہ کتابیں ہیں جو ان آئمہ کرام نے خود تالیف فرمائیں یا ان کے شاگردوں نے لکھ کر ان کی طرف منسوب فرمائیں، مثلاً امام ابو حنیفہ کی آراء کو جاننے کے لئے مستند مأخذ قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی کی تصنیفات ہیں، امام مالک کی فقہی آراء کو معلوم کرنے کا قطعی ذریعہ، مؤطا اور مدونہ ہیں، امام شافعی کی آراء جاننے کا ذریعہ کتاب الام ہے اور امام احمد ابن حنبل کی فقہی آراء کو معلوم کرنے کا ماخذ مختصر الخرقی اور اس کی شروح ہیں اور پھر ہر مذہب کے علمائے متقدمین کی کتابیں، متاخرین کی کتابوں سے زیادہ قابل اعتماد ہیں کیونکہ متاخرین نے حالات سے متاثر ہوکر صاحب مذہب کی ترجمانی کا صحیح حق ادا نہیں کیا اور ایسی باتیں کہی ہیں جو مذہب کی بنیادی کتابوں کے خلاف ہیں لہذا بیان مذہب کے معاملہ میں متاخرین کی تحریروں پر اعتماد نہیں ہونا چاہئے۔

مسئلہ مزارعت کے متعلق امام ابو حنیفہ کی رائے معلوم کرنے کے لئے جب ہم ان کے شاگردوں قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی کی ان کتابوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی طرف رجوع کرتے ہیں جو آج مطبوعہ شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ امام ابو حنیفہ اس معاملے کو بنیادی طور پر ایک باطل اور ناجائز معاملہ قرار دیتے ہیں اور اس سے اس معاملے کی کسی شکل کو مستثنے نہیں کرتے، قاضی ابو یوسف اپنی مشہور کتاب، کتاب‌الخراج میں لکھتے ہیں :

کان ابو حنیفة رحمة اللہ ممن یکرہ ذالك کله فی الارض البیضاء و فی النخل و الشجر بالثلث و الربع و اقل و اکثر، ص ۸۸ ۔ الخراج لابی یوسف

امام ابو حنیفہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس کو ناجائز سمجھتے ہیں خالی زمین میں بھی اور باغات میں بھی تہائی پیداوار کے عوض اور چوتھائی اور اس سے کم و زیادہ کے عوض ۔

وجه آخر المزارعة بالثلث و الربع فقال ابو حنیفة فی هذا انه فاسد و علی المستاجر اجر مثلها، ص ۹۱

دوسری وجہ، مزارعت تہائی اور چوتھائی پر سو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ یہ فاسد ہے اور مستاجر پر اجر مثلی ہے ۔

اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاملہ بہر صورت امام ابوحنیفہ کے نزدیک فاسد ہے چنانچہ اگر کہیں دو مسلمانوں کے مابین یہ معاملہ ہوگیا ہو اور کاشتکار نے اس زمین میں کاشت کردی ہو تو اس معاملے کو ختم کیا جائے اور مالک زمین کاشتکار کو عام رواج کے مطابق اس کے کام کی اجرت ادا کرے، مثلاً اس نے دس دن کام کیا ہے اور اس کام کی اجرت عموما ایک روپیہ یومیہ ہے تو مالک زمین پر دس روپے ادا کرنے لازم ہوں گے ۔

قاضی ابو یوسف اپنی دوسری کتاب جس کا نام ہے : ''اختلاف ابی حنیفہ و ابن ابی لیلیٰ'' میں لکھتے ہیں :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و اذا اعطی الرجل الرجل ارضا مزارعة بالنصف او الثلث او الربع، او اعطی نخلا او شجرا معاملة بالنصف او اقل من ذلك او اکثر فان ابا حنیفة کان یقول هذا کله باطل لانه استأ جره بشئی مجهول و یقول ارایت لو لم یخرج من ذلك شیئی الیس کان عمله ذالك بغیر اجر۔ کتاب اختلاف ابی حنیفة و ابن ابی لیلیٰ۔ ص ۴۱، ۴۲ -

جب دے ایک شخص دوسرے کو زمین مزارعت پر بعوض آدھی یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کے، یا کھجوروں وغیرہ کا باغ دے نصف یا اس سے کم یا زیادہ پر تو امام ابو حنیفہ نے ہمیشہ یہ فرمایا کہ یہ سب معاملہ باطل ہے، کیونکہ اس میں پہلا شخص دوسرے سے کام کراتا ہے مجہول اور غیر یقینی اجرت کے بدلے، اور فرمایا بتلائیے کہ اگر زمین اور باغ سے کچھ نہ نکلے (کسی مانع یا ارضی سماوی آفت کی وجہ سے) تو کیا اس کام کرنے والے کا کام بغیر اجرت کے نہ ہوکر رہ جائے گا اور اس کی محنت و مشقت بلا معاوضہ نہیں ہوجائے گی۔

واضح رہے کہ اس عبارت میں کان یقول ماضی استمراری کے جو الفاظ ہیں وہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ آخر دم تک بطلان مزارعت کے قائل رہے اور یہ کہ اس معاملے میں ابن ابی لیلیٰ سے ان کا اختلاف آخر وقت تک قائم رہا، لہذا کئی صدیاں گذرنے کے بعد جس نے یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے وفات سے پہلے رجوع فرما لیا تھا بالکل غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو قاضی ابو یوسف کو ضرور اس کا علم ہوتا اور پھر وہ ان کی وفات کے بعد اپنی کتابوں میں ہرگز وہ نہ لکھتے جو اوپر نقل کیا گیا ہے جب کہ یہ بات خود ان کے مسلک کے بھی خلاف تھی کیونکہ وہ جواز مزارعت کے قائل تھے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابو حنیفہ کے دوسرے شاگرد رشید امام محمد الشیبانی نے اپنی موطا میں لکھا ہے :

و بهذا ناخذ لا بأس معاملة النخل على الشطر و الربع او مزارعة الارض البيضاء على الشطر و الثلث و الربع وكان ابو حنيفة يكره ذالك و يذكر ان ذالك هو المخابرة التى نهى عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۳۰۷ ۔ الموطا للامام محمد

ہم اس سے یہ اخذ کرتے اور سمجھتے ہیں کہ تہائی و چوتھائی پر باغ کا معاملہ اور خالی زمین سے متعلق مزارعت کا معاملہ نصف، تہائی اور چوتھائی پر، کچھ حرج نہیں، اور امام ابو حنیفہ اس کو ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے کہ یہ وہی مخابرت کا معاملہ ہے جس سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا ہے ۔

جامع الصغیر میں لکھتے ہیں :

محمد عن يعقوب عن ابى حنيفة قال المزارعة فاسدة، فان سقى الارض و كربها ولم تخرج شيئا فله اجر مثله، ص ۱۴۸ ۔ الجامع الصغير

امام محمد نے یعقوب (ابو یوسف) سے اور یعقوب نے ابو حنیفہ سے نقل کیا کہ مزارعت فاسد معاملہ ہے، پس اگر کاشتکار نے زمین سینچی اور جوت دی اور اس سے کچھ پیدا نہ ہوا تو اس کے لئے اجر مثل ہوگا۔

امام طحاوی نے اپنی کتاب المختصر میں لکھا ہے :

و لا بأس بالمزارعة على جزء من اجزاء ما تخرج فى قول ابى يوسف و محمد بن الحسن ولا يجوز ذالك فى قول ابى

اور پیداوار کے حصوں میں سے کسی حصے پر مزارعت میں حرج نہیں بقول قاضی ابو یوسف اور امام محمد کے، اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حنیفة، ص ۱۳۳ - مختصر الطحاوی۔
یہ جائز نہیں امام ابو حنیفہ کے فرمانے کے مطابق۔

فقہ حنفی کے مشہور متن مختصر القدوری کی عبارت حسب ذیل ہے :

قال ابو حنیفة المزارعة بالثلث و الربع باطلة۔ ص ۔ ۱۰۸ ۔ قدوری
فرمایا ابو حنیفہ رحمت اللہ نے مزارعت تہائی و چوتھائی پر باطل ہے۔

فقہ حنفی کے ایک اور متن المختار کی عبارت اس بارے میں یہ ہے :

المزارعة هی جائزة عند ابی یوسف و محمد و عند ابی حنیفة هی فاسدة ص ۱۳۷ - ج ۲
مزارعت وہ جائز ہے ابویوسف اور محمد کے نزدیک اور فاسد ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک۔

اس بارے میں المبسوط للسرخسی کی عبارت یہ ہے :

ان المزارعة و المعاملة فاسدتان فی قول ابی حنیفة و زفر، و فی قول ابی یوسف و محمد هما جائزتان۔ ص ۱۷ - ج ۲۳
مزارعت اور مساقاۃ فاسد ہیں ابوحنیفہ اور زفر کے قول کے مطابق اور ابو یوسف اور محمد کے قول میں وہ دونوں جائز ہیں۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی لکھتے ہیں :

و اما شرعیة المزارعة فقد اختلف فیها، قال ابو حنیفة علیه الرحمة انها غیر مشروعة وبه اخذ الشافعی و قال ابو یوسف و محمد رحمهما الله انها مشروعة ص ۱۷۵ - ج ۶ - بدائع الصنائع۔
لیکن مزارعت کی شرعی حیثیت پس اس میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ نے فرمایا وہ غیر مشروع یعنی شرعاً جائز نہیں، اور امام شافعی نے بھی اسی کو لیا، اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ وہ مشروع ہے۔

اسی طرح قدوری، کنزالدقائق، وقایہ، نیز ہدایہ کی جتنی شروح ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح الدرالمختار اور اس کی شرح ردالمحتار وغیرہ سب میں یہی لکھا ہے کہ مزارعت امام ابو حنیفہ کے نزدیک باطل و فاسد اور امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک جائز اور صحیح ہے، لہذا اگر الحاوی القدسی نامی کتاب جس کے مصنف جمال الدین احمد بن محمد کی وفات چھٹی صدی کے آخر میں ہوئی ہے، میں یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ مزارعت کے بطلان کے قائل نہ تھے تو یہ صحیح اور قابل قبول نہیں کیونکہ قاضی ابو یوسف سے زیادہ اس بات کا دوسرے کسی کو علم نہیں ہوسکتا حالانکہ ان کی کتاب اختلاف ابی حنیفہ و ابن ابی لیلی میں صاف لکھا ہے :

فان ابا حنیفة رضی اللہ عنہ کان یقول ھذا کلہ باطل -

بلاشک ابو حنیفہرح یہ فرماتے رہے کہ مزارعت و مساقات سب باطل معاملے ہیں -

امام ابو حنیفہ کی طرح امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے کہ مزارعت و مخابرت باطل اور ناجائز ہے، ذیل میں چند کتابوں کی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن سے اس کا اظہار ہوتا ہے :

فاما الرجل الذی یعطی ارضہ البیضاء بالثلث و الربع مما یخرج منھا، فھذا مکروہ ای حرام، کما فسرہ الزرقانی شارح الموطا، ص ۲۹۴ موطا مالك -

چنانچہ جو شخص اپنی خالی زمین اس کی پیداوار کی تہائی چوتھائی پر دیتا ہے یہ مکروہ ہے، یعنی حرام ہے، علامہ زرقانی نے مکروہ کی تفسیر حرام سے کی ہے -

سئل مالك عن رجل اکری مزرعتہ بمائة صاع من تمر او مما یخرج منھا من الحنطة او من غیرھا یخرج منھا فکرہ ذالك، ای کراھة منع، شرحہ الزرقانی

امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص کے اس معاملے کے متعلق کہ وہ اپنا کھیت ایک سو صاع چھوہاروں یا زمین کی پیداوار گیہوں وغیرہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ص ۲۹۷ - باب کراء الارض -
الموطا لامام مالک -

عوض استعمال کے لئے دیتا ہے تو آپ نے اس کو مکروہ بتلایا یعنی ممنوع بتلایا -

قلت ارایت ان اکریت ارضا من رجل یزرعها قضبا او بقلا او قمحا او شعیرا او قطنیة فما اخرج الله منها من شیئی فذالک بینی و بینه نصفین ایجوز هذا ام لا ؟ قال مالک ان ذالک لایجوز ص ۴۷۲ ، ۴۷۳ - ج ۳ المدونة الکبری

میں نے کہا یہ بتلائیے کہ اگر میں زمین کا معاملہ کسی شخص سے اس طرح کروں کہ وہ اس میں سبزیاں ترکاریاں یا گندم، جو یا کپاس کی کاشت کرے پھر اس سے جو پیدا ہو وہ میرے اور اس کے درمیان نصف نصف تقسیم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے یا نہیں، امام مالک نے جواب دیا یہ جائز نہیں -

اما حجته علی منع کرائها مماتنبت فهو ما ورد من نهیه صلی الله علیه وسلم عن المخابرة قالوا هی کراء الارض بما یخرج منها و هذا قول مالک و کل اصحابه ص ۲۱۰ - ج ۲ - بدایة المجتهد لا بن رشد -

اس کی دلیل کہ زمین کو اس کی پیداوار کے ایک حصہ پر دینا منع ہے وہ حدیث ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرت سے منع فرمایا ہے علماء نے کہا ہے کہ مخابرہ زمین کو اس کی پیداوار کے ایک حصہ کے عوض کرائے پر دینے کا نام ہے، اور یہ قول امام مالک اور ان کے تمام ساتھیوں کا ہے -

آخری جملے کا مطلب یہ کہ امام مالک اور ان کے شاگرد مزارعت و مخابرت کی ممانعت پر متفق ہیں اور بعد کے تمام مالکی فقہاء و علماء کا بھی اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر اتفاق ہے، مطلب یہ کہ جس طرح امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کے مابین مزارعت کے جواز و عدم جواز کے مسئلہ میں اختلاف ہے یا امام شافعی اور ان کے مقلد متاخرین فقہاء شافعیہ کے درمیان اختلاف ہے اس طرح مالکی علماء کے مابین اختلاف نہیں بلکہ سب کے سب اس کی ممانعت پر متحد و متفق ہیں، بلکہ یہ چیز یہاں تک ہے کہ فقہ مالکی کی کتابوں میں مزارعت و مخابرت کا باب ہی نہیں، ان میں اس مسئلہ پر جو بحث ہے وہ کراء الارض کے باب میں ضمناً ہے، آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ مدونہ الکبری کے مصنف عبدالسلام بن سعید جو سحنون کے نام سے مشہور ہیں مزارعت کے متعلق اتنا سخت رویہ رکھتے تھے کہ مزارعت کے ذریعے حاصل شدہ غلے کے متعلق ان کا یہ کہنا تھا کہ اس کا کھانا ناجائز اس کا خریدنا اور فروخت کرنا ناجائز۔

مزارعت کے متعلق امام مالک کی رائے معلوم ہوجانے کے بعد اب آئیے یہ دیکھیں کہ امام شافعی اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، ذیل میں کتاب الام کی وہ عبارت ملاحظہ فرمائیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک مساقات جائز و حلال اور مزارعت ناجائز اور حرام ہے:

قال الشافعی: و اذا دفع الرجل الی الرجل النخل او العنب یعمل فیه علی ان للعامل نصف الثمرة او ثلثها او ماتشارطا علیه من جزء منها فھذه المساقاة الحلال التی عامل علیھا رسول الله صلی الله علیه وسلم اھل خیبر، و اذا دفع الرجل الی الرجل ارضا بیضاء علی ان یزرعھا المدفوعة الیه فما اخرج الله منھا من شیء فله منه جزء من الاجزاء

فرمایا امام شافعی نے جب ایک شخص دوسرے شخص کو کھجور یا انگور کا باغ دیتا ہے کہ وہ اس میں کام کرے اور کام کے بدلے اس کو آدھا یا تہائی یا حصے کے جس تناسب پر معاملہ طے پایا ہو اتنا پھل ملے گا تو اس کا نام مساقات ہے اور یہ حلال ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے اہل خیبر سے یہ معاملہ کیا تھا، اور جب ایک شخص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بهذه المحاقلة و المخابرة و المزارعة التى نهى عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاحللنا المعاملة فى النخل خبرا عن رسول الله و حرمنا المعاملة فى الارض البيضاء خبرا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۱۰۱ و ۱۰۲، ج ۷"

دوسرے کو خالی زمین دیتا ہے کہ وہ اس میں کاشت کرے اور اس سے جو پیدا ہوگا اس میں سے ایک حصہ اس کو ملے گا، پس یہ معاملہ، محاقلت، مخابرت اور مزارعت ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، چنانچہ ہم نے باغ کے معاملہ کو حلال قرار دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے اور ہم نے خالی زمین کے معاملہ یعنی مزارعت و مخابرت کو حرام قرار دیا وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے۔

مزارعت و مخابرت کے عدم جواز سے متعلق فقہ شافعی کے چند مستند متنوں کی عبارتیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں :

ولا تصح المخابرة وهى عمل الارض ببعض ما يخرج منها و البذر من العامل ولا المزارعة و هى هذا المعاملة و البذر من المالك، ص ۷۰ منهاج الطالبين ۔

اور نہیں صحیح مخابرۃ اور وہ ہے زمین میں کام کرنا بعوض اس کی بعض پیداوار کے جب کہ تخم کام کرنے والے کی طرف سے ہو، اسی طرح مزارعت بھی صحیح نہیں اور وہ یہی معاملہ ہے جب کہ بیج مالک زمین کی طرف سے ہو۔

ولا تصح مخابرة ولو تبعا وهى

اور مخابرت صحیح نہیں اگرچہ تبعاً

© rasailojaraid.com

معاملة على الارض ببعض ما يخرج منها و البذر من العامل ولا مزارعة و هي كذالك و البذر من المالك، ص ۶۲، منهج الطلاب على هامش المنهاج ـ

[illegible] اور وہ ہے زمین پر معاملہ اس کی بعض پیداوار کے عوض جب کہ بیج عامل کی طرف سے ہو، اور مزارعت بھی صحیح نہیں اور وہ یہی معاملہ ہے جب کہ بیج مالک زمین کی طرف سے ہو۔

العمل في الارض ببعض ما يخرج منها ان كان البذر من المالك سمي مزارعة او من العامل سمي مخابرة و هما باطلتان، ص ۱۷ ـ ج ۲ عمدة السالك مع شرح فيض الاله المالك ـ

زمین میں کام کرنا بعض پیداوار کے عوض، یہ اگر بیج مالک کی طرف سے ہو تو اس کا نام مزارعت اور بیج کاشتکار کی طرف سے ہو تو اس کا نام مخابرہ ہے اور دونوں باطل ہیں ۔

ـــ نوٹ ـــ

جولائی کے پرچے میں ایک مضمون بعنوان ''قمری مہینے اور فلکیاتی حساب،، نذر ناظرین کیا گیا تھا اور دعوت دی گئی تھی کہ اہل علم اس مسئلے پر اپنے نتائج فکر پیش کریں تاکہ موضوع زیر بحث کے تمام گوشے منقح ہوکر سامنے آجائیں اور کسی صحیح نتیجے تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ حسن اتفاق کہ اسی دوران ایک اور مضمون ہمیں موصول ہوا جو اس شمارے کی زینت ہے۔ یہ اس سلسلے کی دوسری کڑی ہے۔ اس مضمون میں مسئلے کے بعض اہم پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے اور بعض غور طلب نکات کو چھوڑا گیا ہے۔ بحث کا دروازہ ہنوز کھلا ہوا ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے